Dr Md. Monauwar Alam
Dept of Urdu
R. N. College, Pandaul

URDU
D II (MB)

Topic:- Shad Azeemabadi ki Ghazal

شاد عظیم آبادی اور ان کی غزل

شاد عظیم آبادی

شاد عظیم آبادی کا اصل نام نواب سید علی محمد تھا اور تخلص شاد کرتے تھے۔ شاد جنوری ۱۸۴۶ء کو پٹنہ سٹی کے محلہ حاجی گنج میں پیدا ہوئے اور ۷ جنوری ۱۹۲۷ء کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ شاد عظیم آبادی کے زمانے میں جب لوگ غزل سے مایوس ہو چکے تھے اور اس کا خاتمہ یقینی نظر آ رہا تھا۔ ایک نئی آواز نے اردو شاعری کے قارئین اور سامعین کو چونکا دیا۔ یہ نئی آواز شاد عظیم آبادی کی تھی۔ غالب نے اردو غزل کے موضوعات کو وسعت دیئے اور اسے نئی جہتوں سے آشنا کرنے کا قابل قدر کارنامہ شاد کے زمانے سے کچھ ہی پہلے انجام دیا تھا۔ لیکن عام غزل گو ابھی تک پامال راستوں پر چل رہے تھے اور فرسودہ روایتی مضامین کو لفظوں کے معمولی رد و بدل کے ساتھ پیش کر رہے تھے۔

شاد کی غزل کا اسلوب بھی اس زمانے کے عام اردو شاعر سے مختلف ہے۔ شاد نے کبھی کسی دربار یا نواب رئیس سے تعلق نہیں رکھا۔ اتنے بڑے شاعر ہونے کے باوجود انہوں نے مشاعروں میں کبھی بھی اپنے ترنم کا جادو نہیں جگایا۔ وہ خاموشی سے فکر و فن کی شمع روشن کرتے رہے۔ شاد نے دنیائے اردو ادب میں غزل گوئی کے ساتھ حمد، نعت، مرثیہ، نظم، رباعی اور قطعہ بھی کہے ہیں۔ شاد کو ایک استاد کی حیثیت سے انفرادیت حاصل ہے۔

غزل

مطلع

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

یہ شعر شاد عظیم آبادی کی غزل کا مطلع ہے۔ اس میں شاد کہنا چاہتے ہیں کہ انسان کا اس دنیا میں آنا بے مقصد تو نہیں ہے۔ ضرور کسی مقصد خاص کے لئے انسان دنیا میں آیا ہے۔ مگر دنیا کی رنگینیوں میں الجھ کر دنیا وہ مقصد بھلا بیٹھتا ہے۔ انسان کے دل میں تمنائیں موجزن ہیں اور ان ہی تمناؤں کو پورا کرنے کی دھن میں انسان مقصد زندگی بھول جاتا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ شعر مذہبی شعر ہے۔ اور زبان زد عام شعر ہے۔

۲

ہوں اس کوچے کے ہر ذرے سے آگاہ
ادھر سے مدتوں آیا گیا ہوں

یہ شعر شاد کی غزل سے ماخوذ ہے۔ اس میں شاد کہتے ہیں کہ اس روئے زمین پر

Scanned with CamScanner

جتنی بھی چیزیں ہیں انسان اس سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ سے لے کر آج تک انسان اسی دنیا میں رات دن گزار رہا ہے۔ اس لئے شاد کہتے ہیں کہ اس دنیا کی ہر شئے سے انسان واقف ہے۔

س: دلِ مضطر سے پوچھ اے رونقِ بزم
میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں

اس شعر میں شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے محبوب تیرے دیدار کی تمنا میں میرا دل اس قدر بے چین اور بے قرار ہوا کہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی تیری محفل میں چلا آیا ہوں۔ یہ سوچ کر کہ شاید تیری نظرِ عنایت مجھ پر ہو جائے اور میرے دل کو قرار آ جائے۔

س: ستایا آ کے پہروں آرزو نے
جو دم بھر آپ میں پایا گیا ہوں

یہ شعر شاد کی غزل سے ماخوذ ہے۔ اس میں شاد کہنا چاہتے ہیں کہ مجھ کو ایک پل کو محبوب سے ملاقات ہوئی پھر اس کے بعد اس کی دیدار کے لئے پہروں بے چین رہا۔ بے قرار رہا۔ ہر وقت محبوب کا منتظر رہتا ہوں۔ اس کیفیت کو شاد نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

س: نہ تھا میں معتقد اعجازِ مے کا
بڑی مشکل سے منوایا گیا ہوں

اس شعر میں شاد کہتے ہیں کہ میں بھی اس دنیا کی رنگینیوں میں کھو گیا تھا۔ مجھے اپنے مالک سے ذرا بھی لگاؤ نہیں تھا۔ لیکن جب اس بات کی حقیقت کو میں نے محسوس کیا تو بہت مشقت کے بعد مجھے پروردگار کی قربت نصیب ہوئی۔ دراصل یہ شعر دنیا میں گم انسانوں کے لئے رہنمائی کرتا ہے۔ جو دنیا میں کھو کر اپنے رب کو بھلا بیٹھا ہے۔

س: لحد میں کیوں نہ جاؤں منہ چھپائے
بھری محفل سے اٹھوایا گیا ہوں

شاد کا یہ شعر بھی مذہبی انداز لئے ہوا ہے۔ اس میں شاد کہتے ہیں کہ دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر مجھے صرف رسوائی اور ندامت ہاتھ آئی ہے۔ جیسے نیک اعمال کرنے چاہئے میں نہ کر سکا اس لئے ذلیل و رسوا ہوا۔ اور اس شرمندگی کی وجہ سے منہ چھپائے قبر کی طرف جا رہا ہوں۔

س: کہاں میں اور کہاں اے شاد دنیا
کہاں سے کس جگہ لایا گیا ہوں

یہ شعر شاد کی اس غزل کا مقطع ہے۔ اس میں شاد کہتے ہیں کہ دنیا تو بظاہر حسین ہے لیکن انسان اس کی بے ثباتی کو نہیں سمجھ سکا۔ اور اس کے رنگ میں ڈھل جاتا ہے۔ آخر کار مجھے اس دنیا سے جو کل تک حسین لگ رہی تھی منہ موڑ کر جانا پڑ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner